www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی
مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی

دارالافتاء

۱۔ کیا بعض اولاد کا والد کے ساتھ کاروبار میں اشتراک دوسروں کی ارث سے محرومی کا سبب ہے؟

۲۔ امام مسجد کو چرمِ قربانی؟

۱۔ "کیا فرماتے ہیں علماء اور مفتیانِ دین اس متنازعہ امر میں کہ ایک والد کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ تمام اولاد شادی شدہ ہے۔ والد ایک چک میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ رہتا ہے۔ بڑا بیٹا نذیر احمد کاشتکاری کرتا ہے جس میں والد اپنی طاقت اور کام کی نوعیت کے مطابق، مثلاً زمین کا حصول، پٹہ کی تجدید، اقساط کی ادائیگی، آبیانہ وغیرہ اور دیگر کاشتکاری سے متعلق امور میں شریک ہے۔ دوسرے دو بیٹے بشیر احمد اور رشید احمد اسی چک میں مالک زمین کے رقبہ میں غیر ملکیتی مکانوں میں رہائش پذیر ہیں۔ والد یا تینوں بیٹوں کے پاس کوئی ملکیتی مکان نہیں تھا۔ کچھ عرصہ بعد والد نے ایک شخص عبدالغنی سے اپنی اور بڑے بیٹے کی مشترکہ آمدنی سے تقریباً دس مرلے کا ایک قطعہ اراضی اپنے نام اشٹام پر تحریر کے ذریعے خریدا۔ اور قابض کو قبضہ اور ملبہ کے عوض مشترکہ آمدنی سے قیمت ادا کی۔ اس قطعہ کے حقوقِ ملکیت حکومت کی طرف سے ابھی ملنا باقی ہیں۔

بعد ازاں اس پلاٹ میں دو دکانیں تعمیر کی گئیں جس پر پانچ ہزار روپیہ والد نے بیٹے کی مشترکہ آمدنی کے علاوہ اپنی گرہ سے خرچ کیا اور کچھ رقم بشیر احمد نے خرچ کی اور تعمیر میں بھی تعاون کیا۔ دکانیں تعمیر کرنے کے بعد بشیر احمد کے قبضہ میں رہیں جن میں وہ اپنا کام کرتا رہا اور کچھ کرایہ پر دیتا رہا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بڑے بیٹے نذیر احمد نے بیان کیا کہ والد صاحب صرف کام کی نگرانی کرتے تھے، اصل کام میرے ذمہ تھا۔ لہٰذا اصل آمدنی جس سے پلاٹ خریدا گیا، صرف میری تھی۔ بعد ازاں تصفیہ کے لیے اس نے تسلیم کیا کہ پلاٹ مشترکہ آمدنی سے خریدا گیا تھا۔ تیسرے بیٹے رشید احمد نے مندرجہ بالا بیان سے اتفاق کیا۔

بڑا بیٹا نذیر احمد اپنے ذاتی کام کے سلسلے میں گھر سے کئی کئی یوم غیر حاضر بھی رہتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں بشیر احمد کبھی اس کے نوکر کے ساتھ اور کبھی اکیلا ہی اس کے کام کی نگرانی کرتا تھا۔ تیسرا بیٹا رشید احمد بھی فارغ وقت میں کام میں تعاون کرتا تھا۔

اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ والد کی وفات کے بعد، جبکہ وہ اس بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کر سکے، مذکورہ پلاٹ وغیرہ بڑے بیٹے نذیر احمد کا ہوگا یا تمام اولاد اس میں شریک ہوگی؟

دوسرے دو بیٹے اور دو بہنیں اگر وراثت میں شریک ہیں تو دکانیں اور بقیہ پلاٹ کس نسبت سے تقسیم ہوگا؟

قرآن اور حدیث کے مطابق مندرجہ بالا متنازعہ امر میں فیصلہ صادر فرمائیں تاکہ کسی پر ظلم نہ ہو۔ جزاکم اللہ ـــــ والسلام!"

سائلین نذیر احمد، بشیر احمد، رشید احمد ـــــ چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور۔

الجواب بعون الوہاب:

صورتِ سوال سے ظاہر ہے کہ دس مرلہ پلاٹ بنام والد مرحوم، بڑے بیٹے نذیر احمد کے ساتھ خریدا گیا ہے۔ لہٰذا اس میں سے پہلے بڑے بیٹے کا حصہ منہا کیا جائے گا۔ بقایا جائداد باپ کے کھاتہ میں شمار ہوگی۔ جو بشمول بڑا بیٹا اس کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔ باقی رہا بڑے بیٹے کا یہ دعوٰے کہ اصل قیمتِ خرید تو میں نے ادا کی تھی، والد صاحب تو صرف نگران تھے، یہ ناقابلِ قبول ہے کیونکہ معاملات میں اصل یہ ہے کہ جس کے نام کوئی شے، یا جس کے قبضہ میں ہوتی ہے، اسی کی سمجھی جاتی ہے (اِلّا یہ کہ استثناء کی تصریح ہو، مثلاً امانت وغیرہ۔ لیکن یہ یہاں موضوعِ بحث میں مفقود ہے) بالخصوص جبکہ اولادِ صالح، والدین کے ساتھ احسان کرتی رہتی ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بنا بریں اصل تو یہی ہے کہ کھاتہ بنام والد، جملہ اولاد میں بقدرِ حصص تقسیم ہوگا لیکن چونکہ یہاں ورثاء کی جانب سے صلح کی خاطر اشتراک کی حیثیت کو تسلیم کرلیا گیا ہے، اس لیے قبل از تقسیم بڑے بیٹے کا اشتراکی حصہ الگ کردیا جائے گا۔ اور دوسرے بیٹے بشیر احمد نے جو کچھ صرف کیا ہے اسے علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ والد کے ساتھ اس کا معاملہ ہمدردی اور باہمی تعاون کی قبیل سے ہے (واللہ اعلم) ورثاء کے حصص کی تفصیل بصورتِ نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

۸

تین بیٹے	۶
دو بیٹیاں	۲

قرآنِ مجید کے مقرر کردہ اصول: "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" (یعنی ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے) کی بنا پر اصل مسئلہ، عدد رؤس (افرادِ حصص) آٹھ سے بنا۔ فی لڑکا دو حصے اور فی لڑکی ایک حصہ۔ لڑکے عصبہ بالنفسہم اور لڑکیوں کی حیثیت اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر ہے۔ هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ!

دستخط (شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی)

۲۔ "کیا امام مسجد کو قربانی کی کھال دی جاسکتی ہے؟"

(سائل بشیر احمد شاد۔ گوجرانوالہ)

الجواب بعون الوھاب:

معلوم رہے کہ قربانی کی کھال بھی صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں صدقات کے مصارف اور مستحقین کا ذکر یوں فرمایا ہے:

"إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ" (التوبۃ:۶۰)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ